بحث و نظر

علامہ اقبالؒ پر ایک بہتان

ملتان کے ایک ویکلی رسالے میں " ملّتِ بیضا پر عمرانی نظر ص ۴۸" کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ علامہ اقبال عورتوں کے برقعے پہننے کے حق میں نہیں تھے ۔ میری تحقیق اس کے اُلٹ ہے ۔ علامہ صاحب شرعی پردے کے زبردست حامی تھے ۔ آخر وہ برقعہ کے بغیر " پردے کی کس شکل میں حمایت کرتے تھے ؟ کیا علامہ صاحب کی بیوی ، والدہ صاحبہ اور لڑکی برقعہ نہیں پہنا کرتی تھیں ۔

علامہ اقبالؒ پردے کے پوری طرح قائل تھے اور جدید تہذیب نے بے پردگی اور عریانی کی جس فضا کو فروغ دیا ہے وہ ہر اعتبار سے اُسے ناپسند کرتے تھے ۔ پردے کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے خیالات کا اندازہ ان کے کلام نظم و نثر کو پڑھ کر بآسانی لگایا جا سکتا ہے ۔ خصوصاً آخری اُردو مجموعۂ کلام " ضربِ کلیم " میں شامل ان کے بہت سے قطعات ، مثلاً " خلوت " " عورت اور تعلیمِ جدید " اس باب میں ان کے نقطۂ نظر کو بخوبی واضح کرتے ہیں ۔ " رموزِ بے خودی " کے باب ۲۳ ، ۲۴ اور ۲۵ میں علامہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو عورتوں کے لیے اسوۂ کامل قرار دیا ہے ۔

۱۹۲۹ء میں جب علامہ اقبال اپنے معروف خطبات کے سلسلے میں مدراس تشریف لے گئے تو وہاں کی انجمن خواتینِ اسلام نے طبقۂ نسواں کی " مظلومیت " کا ذکر کرتے ہوئے

اپنے سپاس نامے میں عورتوں کے لیے " اسیرانِ قفس" کے الفاظ استعمال کیے - ان کا اشارہ پردے کی طرف تھا متذکرہ بالا سپاس نامے میں آزادیٔ نسواں کے سلسلے میں مصطفےٰ کمال پاشا کی " اصطلاحات" کا بھی ذکر تھا - جن کے نتیجے میں عورتوں کو "آزادی" نصیب ہوئی - علامہ اقبالؒ نے جوابی تقریر میں اسلام میں حیثیت نسواں کی وضاحت کرتے ہوئے پردے کو مسلم خواتین کے لیے ضروری قرار دیا اور پردے کے شرعی احکامات کی حکمت پر روشنی ڈالی - انہوں نے مصطفےٰ کمال کے طرزِ عمل کو غلط قرار دیا - اور کہا کہ آپ ترکی عورتوں کو تقلید کے لیے اپنا نمونہ نہ بنائیں - اور نہ مصطفےٰ کمال کی نام نہاد اصلاحات پر جائیں - کیوں کہ اپنی غلطیوں کو ترک خود آئندہ دس سالوں میں محسوس کریں گے - اس تقریر میں بھی علامہ نے خواتین مدراس کو حضرت فاطمۃ الزہرا کی تقلید کرنے کی تلقین کی - اُن کے الفاظ یہ تھے :-

" مسلمان عورتوں کے لیے بہترین اسوہ حضرت فاطمۃ الزہرا ہیں - کامل عورت بننا ہو تو آپ کو فاطمۃ الزہرا کی زندگی پر غور کرنا چاہیے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرنی چاہیے "۔

(گفتار اقبال ص ۸۳)

علامہ اقبال نے اپنی زندگی کے تقریباً چالیس سال لاہور بسر کیے ، اس عرصے میں وہ لاہور کی سماجی تقاریب میں اکثر شریک ہوتے رہے - مگر ان کی بیویوں نے ہمیشہ خواتینِ خانہ ہی کی زندگی بسر کی - انہیں بارہا لاہور سے باہر جانا پڑا - تعلیم کے لیے یورپ کے تین سالہ قیام کے علاوہ دو بار گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لیے انگلستان گئے ، مگر گھر سے باہر وہ ہمیشہ تنہا ہی نکلے - کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ اُن کی بیوی بے پردہ ہو کر ان کے ساتھ " لیڈی اقبال" کی حیثیت سے کسی تقریب میں شریک ہوئی ہو -

---

رسائل و مسائل

گناہ اور مغفرت

شیخ الحدیث مولانا عبد المالک صاحب منصورہ

سوال :- اُمید ہے مزاج بخیر ہوں گے اور انشاء اللہ میری معروضات و گذارشات پر غور فرما کر جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے، محترم ملک غلام علی صاحب کے "جسٹس" کے منصب پر فائز ہونے سے قبل میں عموماً سوالات و اشکالات کے سلسلے میں انہیں زحمت دے لیا کرتا تھا۔

گزشتہ ہفتہ عشرہ کے دوران میں یہاں جدید تعلیم یافتہ افراد کے ایک سنجیدہ حلقے میں ایک بحث چھڑ گئی، سوال زیر بحث یہ تھا کہ "گناہگار مسلمان" کیا اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے یا نہیں ؟ انہیں اگر گناہوں کی سزا ملی تو کیا وہ دوزخ ہی کے کسی حصے میں دی جائے گی یا دوزخ سے جدا کسی مرتبے اور مقام پر ؟ کیا دوزخ میں ڈالے جانے والے اہل ایمان کے وہاں قیام میں "خلود" ہوگا - یا عارضی طور پر وہاں انہیں رکھ کر پھر جنت میں بھیج دیا جائے گا ؟

اس بحث میں دینی علوم سے بہرہ مند اشخاص سے بھی رجوع کیا جاتا رہا لیکن سوال کا جس حد تک جواب ملتا، اُس سے کئی اور سوال پیدا ہو جاتے۔ یوں بحث کا یہ سلسلہ فکر اور احساس مندی کے ساتھ جاری رہا، یعنی اس میں محض ذہنی عیاشی یا مسائل کی گولہ باری مقصود نظر نہیں آتی تھی، پتہ چلتا تھا کہ جواب پانے کے خواہش مند

فی الواقعہ سنجیدگی سے اس سوال کا حتمی جواب چاہتے ہیں۔ آج سعودی تبلیغی مشن کے ایک فاضل ممبر ـــــ جو اہل حدیث مکتبِ فکر سے متعلق ہیں ـــــ خصوصی طور پر بلائے گئے، خیال تھا کہ وہ جس علمی مرتبے کے آدمی ہیں، کافی و شافی جواب فراہم کریں گے لیکن اُن کے خطاب نے خود احادیثِ نبوی کے بارے میں ذہنوں میں کئی سوالیہ نشان پیدا کر دیئے ہیں۔ آپ سے رجوع کرنے کا فوری سبب ہی یہ بنا ہے کہ اُن صاحب کی پیش کردہ احادیث نے تشکیک کی کچھ ایسی لہریں پیدا کر دی ہیں جن کا بڑھنا اور تیز ہونا خاصا مسئلۂ عقیدہ و ایمان بن سکتا ہے۔

اُن کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ گاروں کو بخش نہیں دے گا وہ گویا تعلیماتِ اسلام کی توہین کر رہا ہے، انہوں نے بعض ایسی احادیث پیش کیں جن میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات اپنا ہاتھ دراز کر دیتا ہے کہ دن بھر شرک کے علاوہ جملہ گناہ کرنے والے اشخاص مغفرت طلب کریں اسی طرح ہر صبح اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے کہ رات بھر گناہ و عصیاں کا ارتکاب کرنے والے اس کے نیچے پناہ گزیں ہو جائیں اور وہ انہیں بخش دے۔ انہوں نے وہ حدیث بھی سنائی جس میں محض ایک کتے کو پانی پلا دینے والی عورت کو بخشش کا پروانہ مل گیا اور فقط ایک بلی کو ہلاک کر دینے والی صالحہ و عابدہ کو جہنم میں ڈال دیا گیا۔ انہوں نے یہ حدیث بھی پیش کی کہ اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فنا کر کے اور مٹا کر نئی اُمت پیدا کر دے گا اور ان سے گناہ کرائے گا (الفاظ قابلِ غور ہیں) جب وہ گناہ کریں گے تو انہیں کہے گا کہ بخشش مانگو تو پھر انہیں مغفرت سے نوازے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مبین میں بندوں سے کیسے رویّے کا مطالبہ کرتا ہے؟ گناہ و نافرمانی یا اطاعت و فرماں برداری، ظاہر ہے کہ اسلام کا سب سے بڑا اور بنیادی تقاضا ہی یہ ہے کہ تمام انسان خدا اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کریں۔ پھر کتاب و سنت کی معروف تعلیم یہی ہے کہ خدا کی زمین پر ظلم و عصیان، فتنہ و فساد، بغاوت اور سرکشی کی روش کا مومن مقابلہ کریں۔ انسانیت

کو گندے اور شیطانی ماحول سے نجات دلانے کے لیے جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں، خدا کی زمین کو اشرار اور شیاطین اور طواغیت کے غلبے سے نکالنے کی جدوجہد کریں۔ ایسے کام کرنے والوں کا اجر کتاب حکیم اور احادیث میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ مومنانہ روش کے علی الرغم طرزِ عمل اپنانے والوں کے انجام کی خبر بھی پوری تفصیلات کے ساتھ قرآن و حدیث میں آتی ہے۔

میں نے جیسا کہ اوپر عرض کیا ہے کہ مذکورہ عالمِ دین کے مذکورہ فتوےٰ سے حق کا کام کرنے والوں کے لیے جیسی فضا پیدا ہونے کا امکان پیدا ہو سکتا ہے اور گناہوں کے معاملے میں بے باکی عام ہو جانے کا احتمال ہو سکتا ہے، اُسی نے مجبور کیا ہے کہ آپ کو خط لکھ کر متوازن رائے لی جائے، اب آپ سے اختصاراً جن سوالات کے جواب مطلوب ہیں وہ یہ ہیں:۔

۱۔ شرک سے محفوظ لیکن باقی گناہوں میں ملوث مسلمان کیا دوزخ میں جا سکتے ہیں؟

۲۔ کیا دوزخ میں انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ڈالا جائے گا یا کسی محدود مدت کے لیے؟

۳۔ اعمال اور احساس دونوں میں کوئی تطابق و تعلق ہے یا ایک بُرے اعمال رکھنے والا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی آس لگا لے تو یہ امید و آس کیا اُس کے اعمال کو دھو دے گی؟

۴۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اطاعت کی اہمیت زیادہ ہے یا گناہ کے ساتھ احساسِ ندامت کی؟

۵۔ مذکورہ بالا ایک حدیث اگر صحیح ہے (کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بصورتِ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں مٹا کر ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے گناہ کرائے گا اور پھر انہیں مغفرت سے نوازے گا) تو پھر شیطان گویا اللہ تعالیٰ کا منشا ہی تو پورا کر رہا ہے، اُسے مطعون کرنا یا خدا کے نافرمانوں میں اصلاح و تعمیر کی کوشش کرنا بے معنی و فضول ہے بلکہ خدا کے منشا کے خلاف ہے (العیاذ باللہ)